مولانا محمد حذیفہ وستانوی

قرآن وحدیث کی روشنی میں وقوعِ قیامت اور وقت قیامت کا تعیّن؟ اور متجددین وسائنسدانوں کے ہفوات واوہام

اسلام ایک ابدی اور عالمی مذہب ہے جس میں اللہ رب العزت نے قرآن وحدیث کے ذریعہ ایسے حقائق اور مسلمات کو بیان کر دیا ہے جس کا ابطال ناممکن ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قرآن وحدیث کسی امر یا واقعہ کو بیان کرے اور اس کا ظہور نہ ہوا ہو، اگر ماضی کا واقعہ ہے تو وہ بھی مبنی بر حقائق، اگر مستقبل سے متعلق کوئی پیشین گوئی ہے تو اس کا ظہور اور وقوع بھی حتمی اور یقینی، اس لیے کہ قرآن وحدیث میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ منجانب اللہ اور جب منجانب اللہ ہے تو ظاہر ہے وہ قطعی اور یقینی ہی ہوگا وہ کوئی افسانہ یا اندازہ نہ ہوگا کیوں کہ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت علیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے قدیر بھی ہے عالم الغیب بھی ہے، حکیم بھی ہے وعدہ کے سچے بھی ہیں تو کیسے اس کی بات یقینی نہ ہوگی، ہاں بندہ کی کوئی خبر ہو تو وہ ظنی اور موہوم ہو سکتی ہے کیوں کہ وہ عالم الغیب نہیں وہ حکیم نہیں وہ قدیر نہیں، کیا آپ نہیں جانتے ہیں عالم الغیب اور حکیم کس کو کہتے ہیں؟؟ عالم الغیب یعنی دنیا کے رازہائے بستہ واسرار کو جاننے والا، گویا اس ذات ذوالجلال کے سامنے ہر چیز عیاں اور روشن بلکہ ہر چیز اس کی مرضی اور ارادے سے ہوتی ہے:

"وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ" تم جو چاہو وہ نہیں ہوگا، وہی ہوگا جو اللہ چاہیں گے، اور حکیم کہتے ہیں ایسی عظیم ہستی کو جو کسی چیز کے بنانے سے پہلے اس کے مالہ وماعلیہا سے پورے پورے طور پر واقف ہو، تو اللہ نے جب دنیا بنائی اسی وقت سے وہ صفت حکیم سے متصف ہونے کی بنا پر اس کے مالہ وماعلیہا سے واقف ہو چکا ہے اب یہ ثابت ہوا تو آپ ہی فیصلہ کریں اللہ اور رسول کی خبر اور پیشین گوئی سے بڑھ کر زیادہ صحیح اور واقعی کوئی اور خبر اور پیشن گوئی ہو سکتی ہے؟

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ چلو قرآن تو اللہ کا کلام ہے، مگر حدیث تو بندے کا کلام ہے لہٰذا ان کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ کیا وہ بھی قطعی الثبوت ہے تو اس کا جواب قرآن دیتا ہے " وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ " یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا ہر ہر کلمہ وحی ہے اس لیے علماء نے اس سے وحی غیر متلو کا نام دیا، بس معلوم احادیث متواترہ وصحیحہ سے ثابت ہونے

والا امر بھی قطعی الثبوت ہوگا۔

،بات دراصل یہ ہے کہ قیام قیامت کو قرآن کریم نے بے شمار مقامات پر بیان کیا ہے، صاحب ''یوم عظیم'' مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب (ناظم اول مجلس علمیہ حیدر آباد) فرماتے ہیں کہ:

''قیامت ایک عظیم واقعہ اور حادثے کا نام ہے قرآن نے اس کے کئی ایک نام بیان کئے ہیں جو قیامت کے احوال وحوادث کی تشریح کرتے ہیں'' اور آگے چل کر لکھتے ہیں ''اس کے علاوہ قرآن حکیم نے قیامت کے مختلف صفات بیان کئے ہیں جو جملوں اور کلمات کی شکل میں بکثرت ملتے ہیں...... جس کی ایک طویل فہرست ہے'' اور پھر آپ نے ستر آیتیں پیش کی جس میں قیامت کا ذکر ہے، اللہ رب العزت کا بکثرت قیامت کو ذکر کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ لامحالہ قیامت قائم ہونا ہی ہے، جس پر ایمان مسلمان کے لیے لازم ہے ورنہ وہ آیات قرآنیہ کا منکر ٹھہرے گا، اور ایک آیت کا انکار بھی انسان کو اسلام سے خارج کردیتا ہے، اب آئیں میں آپ کو اس عنوان پر قلم اٹھانے کی وجہ بتلاؤں۔

دراصل بات یہ ہے کہ چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی اسلام اور مسلمان ہی نہیں پورے دنیا کے لیے عجیب انقلابی صدی رہی اس لیے کہ جتنے بڑے بڑے اور ہولناک واقعات اس صدی میں ایک ساتھ رونما ہوئے ہیں شاید پچھلی کوئی صدی ایسے انقلابی واقعات کی اتنی بڑی تعداد میں حامل نہیں اسی صدی میں جنگِ عظیم اول اور دوم ہوئی اسی صدی میں برطانیہ کی دنیا سے حکمرانی ختم ہوئی اسی صدی میں سقوط خلافتِ اسلامیہ کا دردناک واقعہ پیش آیا، اسی صدی میں قیام اسرائیل اور سقوط فلسطین کا اندوہناک واقعہ پیش آیا، اسی صدی میں U.N.A کے نام سے ایک ناپاک یہودی واسرائیلی مفاد پرست تنظیم کی داغ بیل ڈالی گئی جس نے عالم اسلام کو بے پناہ نقصان پہنچایا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللھم احفظ، اسی صدی میں ہندوستان آزاد ہوا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا، پھر بنگلادیش کی تقسیم عمل میں آئی خمینی انقلاب غالب ہوا اور اسی صدی میں تقریباً ایک سو چوبیس ممالک آزاد ہوئے اشترا کیت اور کمیونزم کو مجاہدین افغانستان کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا، تحریک آزادئ نسواں کا فتنہ بھی اسی صدی میں ظاہر ہوا ٹیلیویژن فوٹو گرافی ٹیلی فون انٹرنیٹ موبائل جیسے جدید مواصلاتی آلات پٹرول، ڈیزل کی دریافت اور اس سے چلنے والی گاڑیاں، فحاشی کو پھیلانے کے لیے HOLYWOOD اور BOLYWOOD وغیرہ فلمی فتنے اور بھی بکثرت انقلاب آفریں واقعات اس صدی کی خصوصیت کہو یا جو کہنا ہو..... غرضیکہ یہ صدی انقلابات عجیبہ کی صدی رہی، جہاں دنیا میں انقلابت رونما ہوئے ہیں وہیں اس کا اثر انسانی فکر واعتقاد پر بھی ہوا اور انسان نے ہر چیز کو عقل اور سائنس پر پرکھنا شروع کردیا، یہاں تک کہ ''اعتزال'' یعنی عقلیت پسند ایک بار پھر گویا اپنے نئے حلیے میں ظاہر ہوا،

آج سے تقریبا سات سال قبل میں انگریزی سیکھنے کے لیے ایک بڑے میاں (جو پروفیسر تھے) کے پاس عصر کے بعد آدھے گھنٹے کیلئے جاتا تھا، روزانہ میری ان کے ساتھ کسی نہ کسی مسئلے پر بحث ہوتی، وہ بڑے بیباک ہوکر مسلمات شرعیہ پر اپنے مزعومہ استنباطات بیان کرتے، تو ایک دن کہنے لگے قیامت قائم نہیں ہوگی، گویا قیامت کا انکار ہی کردیا، تو میں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من مات فقد قامت قیامته" جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی، تو آپ کے ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے آپ کیلئے قیامت کوئی زیادہ دور نہیں، پتہ نہیں ایسے کتنے لوگ مسلمانوں میں قیامت کے منکر ہونگے اللہ سب کو صحیح ہدایت دے اصل یہ نظریہ بھی اسلیے مسلمان عصری تعلیم یافتہ طبقے میں رائج ہوا کہ انیسویں صدی میں جب علم سائنس عروج پر تھا یہ نظریہ پیش کیا کہ دنیا مطلق اور دائمی ہے اسی طرح یہ زمان بھی مطلق اور دائمی یعنی یہ دنیا پہلے سے ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں اور یہ فنا بھی ہونے والی نہیں ہمیشہ رہے گی مگر نظریۂ بیگ بانگ نے اس کی تردید کردی یعنی دنیا کسی زمانہ میں وجود میں آئی اور ایک دن ختم ہوجائے گی غرض انیسویں صدی میں رائج ہونے والے تمام نظریات جس کو اسلام پہلے ہی مسترد کرچکا تھا اب سائنسی موت بھی مر چکے ہیں خود سائنسدانوں نے نظریۂ ڈارون اور نظریۂ وجودیت کی تردید کردی اب جب فناء دنیاء کو تسلیم کیا تو نیا فتنہ کھڑا ہوگیا کہ فنا کب ہوگی ۔ اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابا

قیامت کب قائم ہوگی؟

سترھویں صدی عیسوی میں صنعتی انقلاب کا آغاز ہوا جس کو مشینی انقلاب بھی کہا جاتا ہے، اس کی بنیاد اور اساس مسلمان سائنس دانوں نے اندلس بغداد کوفہ بصرہ رای جوازم قزوین غرناطہ میں ڈالی، ابوحیان غرناطی ابوبکر رازی خوارزمی ابن سینا ابن اشد قرانی یہ ہی وہ مسلمان سائنس داں ہیں جنہوں نے دنیا علم طب علم حیاتیات وغیرہ کے بارے میں اساس اور بنیادیں فراہم کی اور پھر ان میں کے تلامذہ سے اہل یورپ نے تحقیق وجستجو کے درس لیے اور انہیں کی تصانیف کا ترجمہ کرکے پورے یورپ کو علم وحکمت کی طرف متوجہ کیا مگر چونکہ تحصیل علم سے ان کی غرض صلاح عقبی اور فوز دارین نہ تھی بلکہ مادہ پرستی اور فوز دنیائے فانی تھی لہٰذا انہوں نے اپنا پورا وقت اس پر صرف کرکر انہیں اصولوں اور بنیادوں کی اپنی تحقیق کی عمارت کو آگے بڑھایا جو سترویں صدی کے آنے تک صنعتی انقلاب میں بدل گیا مگر چونکہ ان کے پیش نظر تو صرف دنیا تھی لہٰذا انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ مسلمان جو ہمارا بھی استاذ ہے اور ہم سے دو قدم آگے ہے اگر وہ بھی اس میدان میں آگے بڑھے تو ان کے پاس روحانیت تو ہے ہی نتیجتاً وہ ہمیں پیچھے چھوڑ دیں گے اور ہماری ترقی میں حائل ہوجائیں گے، لہٰذا انہوں نے مسلمان کے لئے ایک ساتھ دو محاذ کھول دیئے ایک طرف وہ کمپنیاں جو عالم اسلام کی

طرف تجارت اور اپنی جدید ایجادات کی فروخت کے نام سے ایک خفیہ استعماری منصوبہ لے کر داخل ہو گئے اور دوسری جانب مسلمانوں کے ایمان اور روحانیت کو کمزور کرنے کے لئے تحقیقات کے نام پر نئے نئے نظریات ان کے درمیان رائج کر دئے ان کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا علم وتحقیق کے ساتھ رشتہ چولی دامن کا سا ہے لھذا اسی راستے سے انہیں گمراہ کیا جائے تا کہ روحانیت کمزور ہو جائے اور ہم ان پر غالب رہیں لھذا ڈارون فرائیڈ کارول مارکس' ڈارک ہیم' ماکنیوز 'ہرزل' ٹلر' برگ سن' مارٹن' لارڈ مکالے' ساخت وغیرہ کو تحقیق کے نام پر باطل نظریات اور افکار سے مسلح کر کے عالم اسلام پر مسلط کر دیا، اس کے یہ آثار مرتب ہوے کہ کہیں جمال الدین افغانی محمد عبیدہ، کہیں کمال اتاترک، کہیں سرسید جیسے متجد یدین پیدا ہو گئے، امت میں منظم سازش کے تحت انہیں ہیرو، اور عظیم رہبر قرار دیا گیا جس کے نتیجے میں امت کا بڑا طبقہ ان پر اعتماد کر کے اساسیات دین سے ہاتھ دھو بیٹھا اور پھر ایسے نتائج مرتب ہوئے کہ الامان والحفیظ بینک کے سود کو جائز قرار دینے کی مذموم کوششیں کی جنات شیاطین فرشتوں کے وجود کا انکار کر دیا گیا یہاں تک کہ معجزات کا انکار کر دیا گیا، قرآن کی من مانی تفسیر عقل کے نام پر ہر ایسے بھونڈے انداز میں کی گئی کہ اللہ کی پناہ غرض کہ امت بنیادی اور اساسی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئی جمہوریت، آزادی رائے، آزادیٔ نسواں، مساوات مرد و زن، حقوق انسانی، اتحاد ادیان، سائنسی تحقیقات کے نام پر اور تو اور خود مسلمانوں میں ایسا طبقہ وجود میں آ گیا جس نے اکمال دین تک کے انکار کی جرأت کر ڈالی، پہلے پہل تو قیامت کا انکار کر دیا گیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا، مگر بیسوی صدی میں خود سائنس نے ہی ان خود ساختہ نظریات کی تردید کر دی نظریہ ڈارون جس کی اساس وجودیت تھی اور وجودیت کا نظریہ یہ کہ دنیا سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی، گویا ان کا کہنا ہے کہ مادیت دنیا کی ہیشگی اور دوام کی قائل ہے یعنی نہ یہ دنیا کا آغاز ہے اور نہ اختتام یعنی اس کو خدا نے العیاذ باللہ پیدا نہیں کیا اور یہ مکان وزمان میں لامحدود ہے لہذا ختم بھی نہ ہوگی، یعنی قیامت قائم نہ ہوگی، گویا اگر کوئی مسلمان ڈارونیت کو صحیح تسلم کر لیتا ہے تو اس کے ذیل میں خدا اور قیامت کا منکر ٹھہرتا ہے مگر اسے اسکا احساس بھی نہیں ہوتا، لہذا مسلمانوں کو جان لینا چاہئے کہ ڈارونیت کا ابطال آج سے پچپن سال قبل ۱۹۵۲ میں سائنس نے کر دیا ہے، مگر قصداً اسے عام نہیں کیا گیا اور آج بھی نصابی سرکاری کتابوں میں یہ تھیوری پڑھائی اور سمجھائی جاتی ہے، ہارون یحیٰ کی کتابیں یا انکی ویب سائٹ بعنوان www.harunyahya.com کا مطالعہ کریں انشاء اللہ آپکی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

نظریۂ ڈارون کی سائنسی موت کے بعد بیسویں صدی کے اواخر میں نظریۂ وجودیت کی بھی موت خود سائنس سے ثابت ہو چکی ہے اس سے بگ بینگ (Big bang) کے معروف نظریہ نے ثابت کر دیا کہ کائنات نیست سے

ہست میں آئی ہے یعنی عدم سے وجود میں آئی اور جس طرح وہ عدم سے وجود میں آئی اسی طرح وہ ایک دن فنا بھی ہو جائے گی، گویا انکار قیامت کا نظریہ بھی ختم ہو چکا ہے، مگر اس نظریہ کے آنے کے بعد نظریاتی دنیا میں ایک اور نیا بھونچال برپا ہو گیا وہ یہ کہ یہ کائنات کب ختم ہو گی اب کچھ نام نہاد مسلمان مفکرین اور انگریز سائنس داں اسی پر تل آئے ہیں کہ لوگوں کو فناء دنیا یعنی قیامت کی تحدید سے آگاہ کر دیا جائے، گویا ایک نئے فتنے نے جنم لے لیا ہے، اس مضمون کے لکھنے کی اصل غرض یہ ہی ہے کہ امت کو اس فتنے سے بچایا جائے تو آیئے پہلے ان بیہودہ آراء کا ذکر کرتے ہیں، جو قیامت کی تحدید وتعیین کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں، اور پھر قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلام کا صحیح موقف اس سلسلہ میں بیان کیا جائے گا، اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو ضلالت وگمراہی سے محفوظ رکھے اور صحیح راستے کو سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین'

<u>تحدید قیامت کے قائلین اور متعین کردہ میعادیں:</u>

ابھی قریب ہی کچھ عرصہ قبل اردو ٹائمز کے کسی ضمیمہ میں میں نے ایک عنوان پڑھا ''شہادت عظمیٰ'' اور لکھنے والے ایک لبریل اور حدث پسند عالم، وحید الدین خان تھے تو دل میں آیا کہ اس کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ بہر حال میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا حیرت میں ڈوبتا چلا گیا، اس مضمون کا خلاصہ میں پیش کرنے جا رہا ہوں

خلاصہ مضمون:

''ایک حدیث میں ہے: وستكون شهادة عظمى یعنی عنقریب ایک عظیم شہادت اور گواہی ہوگی اور نپولین نے ایک زمانہ میں کہا تھا کہ ۲۰۶۰ء میں قیامت قائم ہو جائے گی تو لوگوں نے ہنسی اڑائی تھی مگر اب ثابت ہو رہا ہے کہ اس نے سچ کہا تھا اور حدیث کی شہادت سے یہ ہی شہادت نپولین مراد ہے''۔

گویا وحید الدین خان یہ نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ قیامت ۲۰۶۰ء میں قائم ہو جائے گی اولاً ہمیں یہ تسلیم ہی نہیں کیونکہ قرآن اور حدیث تو اس کے بارے میں خاموش ہیں اور اس کے بغتۃً یعنی اچانک آنے کو ثابت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قد خسر الذين كذبوا بلقاء الله حتى اذا جاء تهم الساعة بغتة۔ (سورۃ الانعام:۲۳)

وہ لوگ خسارے میں ہیں جو اللہ کی ملاقات کا انکار و تکذیب کرتے یہاں تک کے جب قیامت اچانک آپڑے گی۔

اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے ''ان'' ''عنده'' جملہ اسمیہ ''تقدیم تاما حقہ خیر'' جیسی اتنی ساری تاکیدات کے ساتھ بیان کرنا، کیا معنی رکھتا نام؟ کسی مسلمان کے لیے کبھی روا نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ تحدید وتعیین وقت قیامت کی جرأت

بے جا کرے "ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا" وہ لوگ ظن وگمان کی پیروی کرر ہے ہیں حالانکہ ظن گمان حق سمجھنے کے باب ذرا برابر بھی کام نہیں آسکتا۔ لہٰذا تعین وقت، گویا ایمان حق مخفی کے بارے میں انکل چلانا ہے اور قرآن کہتا ہے اس انکل سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا، بلکہ اپنے کو برباد کرنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، جیسا کہ ان متحدیدین کا طرز ہے۔ العیاذ باللہ

جس طرح آج سائنس نے "لازمان اور لامکانیت" یا "سہ جہتی مکاں" کی تردید کردی تو اس سے یہ ثابت کرنا پڑا کہ دنیا کا مبدا اور منتہیٰ دونوں لازمی ہے، یعنی دنیا قدیم نہیں حادث ہے، تو اب انہیں یہ فکر لاحق ہوئی کہ یہ حادث دنیا کب فنا ہوگی لہذا انہوں نے قیاس آرائیاں شروع کردی کسی نے نپولین کی رائے کو بنیاد بنا کر ۲۶۰ میں قیامت قائم ہونے کا نظریہ باطل پیش کیا افسوس ہے وحید الدین خان پر کہ قرآن وحدیث کی صریح مخالفت کر کر نصوص قطعیہ کے مقابلے ایک ایسی حدیث کی روشنی میں جس کی تحقیق وتخریج کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور وہ بھی ایک کھلے اسلام دشمن کی رائے کہ سہارے، تعجب ہے وحید الدین خان کے طرز عمل پر ایک جانب تو وہ مغربی فلاسفہ کی تردید کرتے ہیں، اور دوسری جانب قرآن وحدیث کی تشریح بھی انھیں کی آراء کے سہارے کرتے ہیں۔

ایں چہ بوالعجبی است

۱۲،۱۲، ۲۰۰۷ بروز چہار شنبہ مسٹر کے ارون Mr.k.Arun سے قیامت پر ایک طویل گفتگو ہوئی تو انہوں نے سوال کیا کہ اسلام قیامت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ یعنی کب قائم ہوگی؟ تو میں نے پوچھا آپ کو قیامت کے بارے میں یہ سوال کیوں کر ذہن میں آیا؟ تو انہوں نے کہا کہ دراصل دنیا کے دو بڑے بل کہ سب سے بڑے سائنس داں: "سٹیفن ہوکن" اور "اسٹک نیوٹن" نے انتباہ دیا ہے کہ ۲۰۲۰ء میں قیامت قائم ہو جائے گی، تو میں نے کہا کہ قرآن اور حدیث جو اسلام کے دو اصل مراجع ہیں، اس میں کہیں تعین کے ساتھ اس کو بیان نہیں کیا گیا، کہ قیامت کس سن میں قائم ہوگی، البتہ اس کی علامتیں بیان کی گئی ہیں، تو انہوں نے کہا وہ کیا علامتیں کیا ہیں؟ تو میں نے بہت سی چھوٹی بڑی علامتوں کو ذکر کیا اور سمجھایا کہ اسی میں نزول عیسیٰ کا بھی ذکر ہے اور ان کے مدت قیام علی الارض یعنی زمین پر رہنے کی مدت کو بھی بیان کیا گیا ہے، اور وہ چالیس سال ہے (تب تک میرے علم میں صرف چالیس سال قیام تھا مزید مطالعہ کے بعد سات سال کا ایک اور قول بھی سامنے آیا ہے) تو انہوں نے کہا تب تو ۲۰۲۰ء میں قیامت نہیں ہوسکتی، ان کے ساتھ ان کے ایک اور ساتھی تھے انہوں نے کہا مگر اتنے بڑے سائنس دانوں کی بات کو ویسے ہی تو ٹھکرا سکتے نہیں! تو میں نے کہا کہ ہم نے اللہ کو علیم وخبیر مان لیا ہے، لہٰذا کتنا بھی بڑا آدمی اپنی کیسی ہی تحقیق کیوں نہ بیان کرے،

ہمارے نزدیک اس کی اللہ کے قول کے مقابلے میں کوئی حیثیت اور وقعت نہیں، بہر حال ایک طویل گفتگو ہوئی مگر صرف اسی حصہ کو ذکر کیا گیا جو موضوع اور عنوان سے مناسبت رکھتا ہے۔

پھر انٹرنیٹ پر عربی میں ایک مقالہ پڑھا "نهاية هذه الامة ونهاية العالم" جس میں مضمون نگار ابوعبد اللہ عابد نے ۱۴۸۸ء میں قیامت کا ذکر کیا ہے جس میں ایک دو حدیثیں اور امام حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی کے ملفوظات سے سہارا لیا گیا ہے۔ حدیث میں ایک حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر سے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود نے زوال شمس تک آسمانی کتاب پر عمل کیا، اور نصاری نے عصر تک اور امت محمد یہ نے عصر سے مغرب تک؛ یہود کی مدت چودہ سو سال، نصاری کی مدت ۶۰۰ سو سال، لہٰذا اس امت کی عمر ۱۵۰۰ سال ہوگئی، جس میں ہجرت سے قبل کے ۱۳ سال بھی شامل کیے جائیں گے گویا بعثت محمدی سے پندرہ سو سال شمار کرنا ہوگا تو اس حساب سے ۸۸۔۱۴۸۷ میں پندرہ سو سال پورے ہوتے ہیں لہذا ان ہی سالوں میں قیامت قائم ہو جائے گی، اور امام حجر عسقلانی کا قول بھی نقل کیا کہ یہ امت ایک ہزار سے زیادہ سال نہیں رہے گی، اور امام سیوطی کا قول ہے کہ اس امت کی عمر پندرہ سو سے متجاوز ہو ہی نہیں سکتی، مگر دونوں قول کے کسی بھی حوالے کو ذکر نہیں کیا گیا، بہر حال یہ بھی ایک بے بنیاد بات ہے کہ حساب و ریاضی سے کہ کلکولیٹ کر کے قیامت کی تعیین کی جائے حدیث میں تو یہ بتلایا گیا کہ اس امت کی مدت عمر کم ہوگی مگر اللہ انہیں کم عمل پر اپنے فضل سے زیادہ اجر دیں گے جیسا کہ یہود و نصاری کے اعتراض سے واضح ہے کہ وہ کہیں گے اے اللہ کیوں ان کو زیادہ ثواب دیا، تو اللہ پوچھینگے کیا تمہارے اجر میں سے ہم نے کچھ کم کیا ہے؟ وہ کہیں گے نہیں، تو اللہ فرمائیں گے میں جسے چاہوں اسے نواز دوں "عیاں راچہ بیاں"۔

ایک دوسری ویب سائٹ پر پڑھا کہ قیامت ۱۷۱۰ھ مطابق ۲۲۸۰ء میں قائم ہوگی اور پھر عجیب وغریب دلائل سے ثابت عنوان ہے، "ولن يتقها الله خافية" یعنی "اللہ رب العزت نے قیامت کے وقت کو مخفی نہیں رکھا" پھر آگے تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ عام میعاد قیامت راز میں نہیں رہے گا، بل کہ قیامت سے پہلے اللہ اس کو ظاہر کر دیں گے اور سورۂ حج کی آیت نمبر ۸۷ قیام قیامت کی تاریخ کا پتہ دیتی ہے پھر عجیب وغریب فلسفیانہ انداز میں، بالکل بے تکے، اور بے جوڑ طریقے سے، لمبے چوڑے عدد نکال کر، ثابت کیا ہے کہ قیامت ۱۷۱۰ھ میں قائم ہوگی، مگر اس کا جواب بھی وہی ہے " قل انما علمها عند الله" آپ کہہ دیجئے کہ (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کا علم تو صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے "لا يعلمها الا هو" اس کے یعنی اللہ کے سوا کوئی اس کے وقت کو نہیں جانتا، یہ بے تکے حساب بے پر کی ہانکنے کے علاوہ کچھ نہیں" اللهم انا نعوذ بك من

الزیغ و الضلال و الاضلال"۔

"قیامت اور حیات بعد الموت" نامی کتاب میں صفحہ ۲۲۳ پر مسٹر ڈبلیو کے اسٹوورٹ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دنیا کے وجود کو تیس ہزار سال ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس میں سے دو گھنٹے بتائی گئی تو ڈھائی ہزار سال ہوتے ہیں، لہٰذا قیامت کے قائم ہونے میں ابھی ایک ہزار سال باقی ہے مؤلف سلطان بشیر محمود نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا محض مذکور سائنس داں کی کتاب 'Fssential Farth History' کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور آگے چل کر انہوں نے بھی ان الفاظ میں اس کی تردید کی ہے "یہ سب حساب قیاسیات پر مبنی ہے لہٰذا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ قیامت کب آئے گی، اصل حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے جس کا قرآن پاک میں بار بار اعلان کیا گیا ہے اور یہ کبھی بھی آسکتی"۔ (قیامت اور حیات بعد الموت: ص ۲۲۴)

منصور عبدالحکیم اپنی تالیف جو "احداث آخر الزمان کے سلسلہ کی دوسری کڑی ہے جس کے کتاب کا نام "نهاية العالم و اشراط الساعة" ہے، مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ آج کل قیامت سے قبل کے فتنوں اور نہایۃ العالم یعنی دنیا کی فنائیت یعنی قیامت کے بارے میں بہت موشگافیاں ہو رہی ہے یہاں تک کہ بعض قلم کاروں اور سائنس دانوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ عنقریب ۲۰۱۰ میں قیامت قائم ہو جائے گی۔ جب کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے اس لیے کہ قیامت کی تحدید اور صحیح وقت کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اس کا تعلق علوم غیبیہ سے ہے اور غیب کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ (نهاية العالم و اشراط الساعة: ۸)

منصور عبدالحکیم مذکورہ سلسلہ کی چوتھی کڑی "عشرة تنتظرها العالم عند المسلمين و اليهود و النصارى" میں تحریر کرتے ہیں احادیث میں وارد مہدی منتظر سفیانی وغیرہ شخصیتوں کی تحدید میں لوگ لگے ہوئے ہیں اور موجودہ سیاسی شخصیتوں پر اس کا اطلاق کر رہے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ تعیین بلا کسی قرائن کے خطرناک اور بے سود ہے اس سے صرف اتنا ہوگا کہ نئی بات کہنے والے کو شہرت ملے گی اور کسی کو فائدہ نہیں ہوگا، اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسا ان لوگوں کے ساتھ ہوا جنہوں نے نویں (۹۰) کی دہائی میں دعویٰ کیا تھا، کہ یہ دنیا ۹۹-۱۹۹۸ء میں ختم ہو جائے گی، اب دو ہزار سات گذر گیا مگر اب تک دنیا باقی ہے لہٰذا ایسی قیاس آرائیوں اور ہفوات سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے، کیوں کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

اخیری اور دوٹوک بات:

آج جس طرح "نظریہ اضافت وقت وزماں" کے ثابت ہونے کے بعد قیامت کب؟ کا سوال ذہن میں

گردش کررہا ہے، اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے بعث بعد الموت اور قیامت کا ذکر کیا جس کو وہ لوگ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے اور نہ اس پر ان کا ایمان تھا تو جس طرح آج قیامت کب؟ کا سوال ذہن گردش کررہا ہے، بالکل اسی طرح ان کے ذہن میں اسی سوال نے انگڑائی لی تھی، جس کا جواب قرآن وحدیث میں مختلف مقامات پر بالکل صریح اور صاف ستھرے الفاظ میں دیا گیا جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں، لہٰذا ہم یہاں قرآن وحدیث سے ان کے سوال کا جواب دے رہے ہیں تا کہ ذہن میں گردش کرنے والا یہ سوال شانت ہوجائے جیسا کہ ان قرون اولی کے سائلین کو اطمینان ہو گیا تھا۔

قرآن اور قیامت کب؟ کے سوال کا جواب:

(۱) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا (سورۃ النازعات ۴۲-۴۶)

(۲) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ۔ (سورۃ اعراف ۱۸۷)

(۳) يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ (الاحزاب ٦٣)

(٤) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ (لقمان: پ ۲۱)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے فرمایا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں علم غیب مطلق اور علم غیب نسبی اور اس آیت کریمہ میں جو پانچ چیزیں بیان کی گئی اس کا تعلق علم غیب مطلق ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کوئی اسے نہیں جانتا، نہ کوئی رسول، نہ کوئی ملک مقرب، نہ کوئی جن وانس، اور نہ کوئی دوسری مخلوق، یہاں تک کے صور پھونکنے والا فرشتہ بھی نہیں جانتا، مسلم کی ایک روایت میں اس کو بیان کی جائے گی، جیسا کہ ابھی آگے بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ جب قرآن میں اتنی ساری آیتوں میں اس کی تعیین کے علم کو صرف اللہ کے لئے خاص کیا گیا تو اب اس میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کا کیا مطلب؟ بس یہی ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت سے اس کے علم غیب مطلق کے بارے میں تنازع کرنا اور یہ کیسے درست ہوسکتا، لہٰذا ذرا ہوش کے ناخون لے کر سوچنے کی ضرورت ہے، ورنہ اس مصرعہ کے مصداق ہوں گے جس میں شاعر نے کہا: ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اللھم انا نعوذبک من الضلال و الاضلال

احادیث مبارکہ اور قیامت کب کا جواب: (۱) پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں

جیسا کہ حدیث میں ہے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (بخاری کتاب الاستسقاء، مسند احمد: ۲/۳۵۳)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ ہی بارش نازل کرتا ہے اور پیٹ کے اندر موجود بچے کے بارے میں جانتا ہے، کسی نفس کو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا، اور کوئی نفس جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے باخبر ہیں''۔ (لقمان: آیت ۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ قیامت کب آئے گی: جب جبرئیل نے ایک دیہات کی شکل میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، اور پھر احسان کے بارے میں سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ''جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا (بخاری: ۵۰، مسلم: ۹۷)۔ تو اس پر انہوں نے سوال کیا کہ پھر مجھے اس کی نشانیاں بتایئے؟ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا کہ جو آئندہ مضمون میں تفصیل کے ساتھ آئے گا۔

(۲) قیامت کی تعیین اور دنیا کی تحدید پر مشتمل اسرائیلی روایات بے بنیاد ہیں

اس طرح دنیا کے گذشتہ ایام کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض اسرائیلی روایات جن میں گذشتہ ایام کی تحدید چند ہزار اور چند سو سالوں کے ساتھ کی گئی ہے، وہ سب بے بنیاد ہیں بے شمار علما نے ان روایات کے بے بنیاد ہونے پر بحث کی ہے اور ایسی روایات غلط کہلائے جانے کی لائق بھی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''دنیا کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے''۔ (طبری: ۱/۱۰) اسی حدیث کی سند صحیح نہیں ہے، اور اسی طرح قیامت کے وقت کی تعیین والی احادیث بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقوع کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار ہی کے پاس ہی اسے اس کے وقت پر سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔ بھاری حادثہ ہے وہ آسمانوں اور زمین میں، وہ تم پر محض اچانک آئے گی، اچانک آئے گی یہ لوگ اس طرح پوچھتے ہیں جیسے کہ گویا آپ کو اس کی پوری تحقیق ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے۔ (الاعراف آیت: ۱۸۷)

(۳) حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر:

سنن ابی داؤد میں عمرو بن عثمان کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے بچ جائے گی، کہ اسے

آدھے دن مؤخر کر دیا جائے گا"۔ لوگوں نے پوچھا یہ آدھا دن کتنا وقت ہوگا؟ حضرت سعد نے فرمایا کہ پانچ سو سال"۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم، باب قیامت الساعۃ، حدیث نمبر ۴۳۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۸۶، مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۵۵۱۴) ایسی روایت مسند احمد میں ابو ثعلبہ خشنی سے بھی من وعن منقول ہے۔

قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمیں پر نہ رہیں گے" یہ حدیث صحیح نہیں نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا وقت متعین فرمایا

بہت سے عام لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین کے نیچے نہ رہیں گے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور با اعتماد کتب حدیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی ہم نے کسی مختصر یا بڑی کتاب کے حوالی سے سنی۔ اور یہ بات بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا کوئی وقت متعین فرمادیا ہو۔ البتہ آپ نے کچھ آثار وعلامات ذکر کی ہیں۔ (قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں: ص ۳۸)

(۴) مفاتیح الغیب خمس لا یعلمها الا الله لا یعلم ما فی غد الا الله و لا یعلم ما تغیض فی الارحام الا الله ولا یعلم متی یاتی المطر الا الله و لا تدری نفس بای أرض تموت و لا یعلم متی تقوم الساعة الا الله. غیب کی پونجیاں پانچ ہیں: جس سے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا: (۱) کل کیا ہوگا اسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۲) مادر رحم میں کیا ہے اسے بھی اللہ علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۳) بارش کب ہوگی اسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (۴) کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔ (۵) اور قیامت کب قائم ہوگی اس کا علم بھی اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ (مسلم عن ابن عمر بحوالہ عشرۃ تنتظرها العالم: ص ۱۲)

خلاصۂ کلام یہ کہ وقوع قیامت اور قیامت کب؟ کو اس مضمون میں قرآن وحدیث سے مدلل بیان کر دیا گیا عاقل کے لیے اتنا ہی کافی ہے، ہاں البتہ قیامت کی علامتوں کو قرآن اور احادیث مبارکہ میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس کے بارے میں بھی ایک طبقہ پچھلی ایک صدی سے من گھڑت تاویلات کے ذریعہ گمراہ کرنے پر، اور ایک گروہ اس کے انکار پر تلا ہوا ہے جس کو ان شاء اللہ آئندہ قیامت کی نشانیاں قرآن وحدیث کے صحیح موقف اور تاویلات باطلہ کی روشنی میں، مرتب کیا جائے گا، جس میں اشراط الساعۃ کے علم کا حکم، علامات صغریٰ و کبریٰ" کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا، دعا کریں اللہ تعالیٰ توفیق دے اور ہر طرح زیغ وضلال سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!